سائم

۲۸/۱۴

Date

کیا فرماتے ہیں مفتیان عظام مسائل ھذا کے بارے میں

① الف ایک دینی مدرسے میں گرے پڑے کپڑے۔ بیگ۔ جوتے اور دیگر سامان جو مدرسہ میں کافی دن تک پڑا ملتا۔ اس سامان کیلئے یہ انتظام ہے کہ اس کو ایک مخصوص کمرے میں پہنچا دیا جاتا ہے مدرسے کیطرف سے اعلان ہوتا تھا کہ گمشدہ سامان کی دو ماہ بعد نیلامی کردی جائیگی۔ چنانچہ ایسا ہی ہوتا ہے۔ ایسا کرنا کیسا ہے؟

ب اس شعبے کے منتظمین بے احتیاطی کرتے ہوئے بیچ دیں تو اس سامان کو خریدنا کیسا ہے؟

ج مدرسہ کے کمروں سے صفائی کے دوران ۱۔۲ روپے ملتے رہتے ہیں (یہ اتنی رقم ہے کہ مالک خیال بھی نہیں کرتا یا پھر اسے پتہ ہی نہیں کہ میرے ۲ روپے گم ہوگئے ہیں اگر پتہ چل بھی جائے تو خیال ہوتا ہے کہ پتہ نہیں یہ میرے ہے بھی کہ نہیں) ان پیسوں کو اس مقرر جگہ پہنچا دینا کیسا ہے؟

د مدرسے کا جو وضوخانہ ہے اس سے متصل بیت الخلاء ہیں۔ وضو خانے کے شروع میں ٹھنڈے پانی والی مشین ہے جو طلباء بیت الخلاء جانا چاہیئں اگر ان کی جیبوں میں ادعیہ مسنونہ کی کتاب (جس کی قیمت ۵ روپے ہو) ہو تو عموماً اس مشین پر رکھ دیتے ہیں پھر اٹھانا بھول جاتے ہیں۔ کئی دن گذر جاتے ہیں ایسے ہی پڑی رہتی ہیں ان کو اٹھا کر استعمال کر لینا کیسا ہے؟

ھ کتنی چیز کی مالیت والی چیز ملنے پر تشہیر ضروری ہے؟

و کیا مالیت کے اختلاف سے مدت تشہیر میں فرق پڑتا ہے؟

ز سنا تھا کہ گم شدہ چیز چاہے کتنی مالیت ہی کی کیوں نہ ہو اگر ھاتھ اس کو نہ لگایا جائے تو اس کے ذمے اس کی تشہیر لازم نہیں ہے۔ اس کے برعکس لازم ہے۔

المستفتی

محمد راشد ڈسکوی

۹ جمادی الاخریٰ ۱۴۲۸ھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب حامداً ومصلیاً

لقطہ کے بارے میں پہلا حکم یہ ہے کہ جب لقطہ ملے تو اُس کی تعریف کی جائے اور اعلان کیا جائے کہ یہ چیز پڑی ہوئی ملی ہے جس کی ہو وہ مجھ سے آکر لے جائے۔ اب یہ تعریف اور اعلان کتنی مدت تک کرنا واجب ہے اسمیں فقہاء کے درمیان اختلاف ہے، البتہ حنفیہ کا مفتی بہ قول (جسکو شمس الأئمہ سرخسی نے پسند کیا ہے اور صاحب ہدایہ کا رجحان بھی اسی طرف معلوم ہوتا ہے، نیز علامہ شامی نے بھی اسی کو ترجیح اور اختیار کیا ہے وہ) یہ ہے کہ شرعاً اعلان کرانے کی کوئی مدت مقرر نہیں بلکہ ہر چیز کے بارے میں اعلان کی مدت مختلف ہوگی، یعنی جب تک غالب گمان ہو کہ اس چیز کا مالک اس کو تلاش کر رہا ہوگا اُس وقت تک اُسکا اعلان کرنا

Scanned by CamScanner

Date

واجب ہے، اور جب غالب گمان یہ ہو جائے کہ اس کے مالک نے تلاش چھوڑ دی ہوگی اس وقت اس کی تعریف اور اعلان بھی بند کر دیا جائے گا......... حتیٰ کہ فقہاء فرماتے ہیں اگر قیمتی چیز ہے تو اس کی تعریف ایک سال تک کافی نہیں بلکہ دو، تین سال اس کی تعریف کی جائے گی یہاں تک کہ ظنِ غالب ہو جائے کہ اب اس کے مالک نے اس کی تلاش چھوڑ دی ہوگی، جیسا کہ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے حضرت اُبی بن کعب (رضی اللہ عنہ) کو تین سال تک دینار کی تھیلی کا اعلان کرنے کا حکم دیا، اس کے برعکس اگر کوئی معمولی چیز ہے جس کے بارے میں خیال ہے کہ اس کا مالک اس کو ایک دن سے زیادہ تلاش نہیں کرے گا تو صرف ایک دن کی تعریف کافی ہے...... اور اگر بہت معمولی چیز ہے جسکے بارے میں ظن غالب ہو کہ مالک اس کو تلاش ہی نہیں کرے گا تو اس کی تعریف کی ضرورت ہی نہیں.......... خلاصہ یہ اصل مدار مالک کے تلاش کرنے، نہ کرنے پر ہے جب گمان غالب مالک کے تلاش کرنے کا ہو تو تعریف واجب ہے ورنہ واجب نہیں۔ اب بالترتیب سوالات کے جوابات ملاحظہ ہوں۔

ا: اگر منتظمین لقطہ کو بیان کردہ مدت کے بعد ظنِ غالب ہو جائے کہ اب اس چیز کے مالک نے اس کی تلاش چھوڑ دی ہوگی تو لقطہ کی مذکورہ اشیاء کا بیچنا جائز ہے، البتہ اگر بیچنے کے بعد اس چیز کا مالک آجائے تو اس کو اختیار ہے چاہے تو اس چیز کی قیمت کا منتظمین وقف سے مطالبہ کرے یا پھر منتظمین کی طرف اس چیز کی بیع اور اس کے نتیجے میں حاصل ہونے والی رقم کے صدقہ کو نافذ کر دے۔ تاہم مطالبہ کی صورت میں منتظمینِ وقف کو صدقہ کا ثواب ہوگا اور نفاذِ صدقہ کی صورت میں مالک کو۔

ب: منتظمین کی طرف سے ہر چیز کے لئے دو ماہ کی مدت مقرر کرنا ایک انتظامی اور مصلحتی مدت ہے نہ کہ شرعی۔ لہٰذا اگر اس مدت کے گزرنے سے پہلے کسی ایسی چیز کو فروخت کریں جسکے بارے میں ظنِ غالب ہو کہ اسکے مالک نے اس کی تلاش چھوڑ دی ہوگی تو اس کا بیچنا اور خریدنا دونوں جائز ہیں اور اگر لقطہ کوئی ایسی قیمت والی چیز ہے جسکے بارے میں ظنِ غالب ہو کہ اس کا مالک کسی بھی وقت لینے آسکتا ہے تو دو ماہ کے بعد اسکا بیچنا اور خریدنا درست نہیں، یہاں تک کہ ظنِ غالب ہو جائے کہ مالک نے اب تلاش چھوڑ دی ہوگی۔

ج: ایک، دو روپے کی رقم چونکہ مالک تلاش نہیں کرتا، لہٰذا اگر خود مستحق ہو تو خود استعمال کر لے ورنہ کسی مسکین پر صدقہ کر دے (البتہ باوجود مستحق

Scanned by CamScanner

ہونے کے اگر مال لقطہ سے احتراز کیا جائے تو بہتر ہے کیونکہ بعض
۵ مواقع پر اس کو آگ کے انگارے سے تعبیر فرمایا گیا ہے) اور اسی
طرح اگر منتظمین لقطہ پر اس کے صحیح مصرف پر خرچ کرنے کا اعتماد
ہو تو وہاں پہنچا دینا بھی درست ہے

د : اگر ظن غالب ہو جائے کہ اب کتاب کا مالک
اسکو اٹھانے نہیں آئے گا نیز مالک تک رسائی کی بھی کوئی صورت نہ
ہو تو اس کتاب سے استفادہ جائز ہے

ھ : ہر وہ چیز جس کے بارے میں ظن غالب ہو کہ اس کا
مالک اسکی تلاش میں ہوگا، شرعاً کوئی خاص مقدار مقرر نہیں

و : جی ہاں، تفصیل تمہید میں گزر چکی ہے

ز : وجوب تشہیر کا تعلق لقطہ کو ہاتھ لگانے یا نہ لگانے سے نہیں،
بلکہ نوعیت لقطہ سے ہے جسکی تفصیل حسب ذیل ہے

اگر گری ہوئی چیز کے نہ اٹھانے سے اسکے ضائع ہونے کا خوف
ہو تو اس کا اٹھانا پھر ذکر کردہ تفصیل کے مطابق اس کی تشہیر کرنا فرض ہے
اگر باوجود خوف ضیاع کے چھوڑ دیا تو گنہگار ہوگا چاہے اسکو ہاتھ
لگایا ہو یا نہ لگایا ہو۔ اگر ضائع ہونے کا خوف نہ ہو تو پھر اس کا اٹھانا
مباح ہے چاہے اس کو ہاتھ لگا کر دوبارہ وہیں رکھ دیا ہو (البتہ اگر اسکے
اٹھانے کے بعد اس جگہ سے دوسری جگہ گیا پھر پہلی جگہ آکر دوبارہ اس
چیز کو اسکی جگہ پر رکھ دیا تو اس صورت اگر وہ چیز ضائع ہو گئی تو اٹھانے
والے پر ضمان لازم ہوگا) بصورت عدم ضیاع خوف کے اسکا اٹھانا افضل
ہے یا چھوڑ دینا اس میں فقہاء کے درمیان اختلاف ہے، مفتیٰ بہ
قول کے مطابق اٹھانا افضل ہے پھر دونوں صورتوں میں چاہے
اسکا اٹھانا فرض یا مباح، اگر اس کو اٹھا لیا اور ظن غالب ہے کہ اس
کا مالک اس کی تلاش میں ہوگا تو اسکی تشہیر واجب ہے

١۔ (فی التنویر: "وعرّف إلى أن علم أن صاحبها لا
يطلبها أو أنها تفسد إن بقيت كالأطعمة")

وقال ابن عابدين: قوله (إلى أن علم أن صاحبها
لا يطلبها) لم يجعل للتعريف مدة إتباعا لل[illegible]ى رحمه الله
فإنه بنى الحكم على غالب الرأي، فيعرّف القليل والكثير

Scanned by CamScanner

إلى أن يغلب على رأيه أن صاحبه لا يطلبه، وصححه في الهداية، وفي المضمرات والجوهرة، وعليه الفتوى .... (قلت) والمتون على قول السرخسي".

(رد المحتار: كتاب اللقطة، ٦/٤٢٥، رشيدية)

٢- "ثم ما يجده الرجل نوعان: نوع يعلم أن صاحبه لا يطلبه كالنوى وقشر الرمان في مواضع متفرقة، وفي هذا الوجه له أن يأخذها وينتفع بها إلا أن صاحبها إذا وجدها في يده بعد ما جمعها فله أن يأخذها ولا تصير ملكا للآخذ ـــ ونوع آخر يعلم أن صاحبه يطلبه كالذهب والفضة وسائر العروض وأشباهها، وفي هذا الوجه له أن يأخذها ويحفظها ويعرفها حتى يوصلها إلى صاحبها".

(هندية: كتاب اللقطة، ٢/٢٩٠، رشيدية)

٣- "إن باع القاضي اللقطة أو باع الملتقط بأمر القاضي ثم حضر صاحبها لم يكن له إلا الثمن".

(هندية: كتاب اللقطة، ٢/٢٩١، رشيدية)

٤- "التقاط اللقطة على نوعين: نوع من ذلك يفترض وهو ما إذا خاف ضياعها ونوع من ذلك لا يفترض وهو ما إذا لم يخف ضياعها، ولكن يباح أخذها أجمع عليه العلماء، واختلفوا فيما بينهم أن الترك أفضل أو الرفع، فظاهر مذهب أصحابنا أن الرفع أفضل").

(هندية، ٢/٢٨٩، رشيدية)

٥- "رجل التقط لقطة ليعرفها ثم أعادها إلى المكان الذي وجدها فيه، ذكر في الكتاب أنه يبرأ عن الضمان ولم يفصل...... قال الفقيه أبو جعفر (رحمه الله) إنما يبرأ إذا أعادها قبل التحول أما إذا أعادها بعد ما تحول يكون ضامنا").

(هندية: ٢/٢٩٢، رشيدية) فقط

كتبه مطيع الله عفي عنه
المتخصص في الفقه الإسلامي
بالجامعة الفاروقية بكراتشي،
٢٠ جمادى الأولى ١٤٢٨هـ

الجواب صحيح
[illegible]

الجواب صحيح
[illegible]
٢٨/٥/٢٨

دار الإفتاء جامعة فاروقية [illegible] شاه فيصل كالوني نمبر ٤ كراچي پاکستان